کلام نہال

از جناب نہالؔ سیوہاردی

طوفانِ روزگار ہیں عزمِ جواں سے ہم
اب کیا دبیں گے سختیٔ ہفت آسماں سے ہم

جس میں بسنبھالا ہوش تھا کھوئے جہاں حواس
دو تنکے چاہتے ہیں اُسی آشیاں سے ہم

جس دن سے عشق اپنا ہوا میرِ کارواں
آگے بڑھے ہوئے ہیں ہر اک کارواں سے ہم

وہ بجلیوں کی چشمکِ پیہم کہ کچھ نہ پوچھ
تنگ آگئے ہیں زندگیِ آشیاں سے ہم

نظارہ ان کا بن کے بہت دیر تک کیا
دیوانگی برتتے رہے پاسباں سے ہم

اک آشیاں کی ہم کو تباہی کا غم چہ خوب!
مانوس ہیں شکستِ ہزار آشیاں سے ہم

پروانہ دل کی آگ سے یا شمع سے جلے
دیکھو ہمیں کہ جلتے ہیں سوزِ نہاں سے ہم

ہیں کب سے تشنہ اپنے گلستاں کے نخلِ گل
اے ابرِ زندگی! تجھے لائیں کہاں سے ہم

یہ انتہائے جور و ستم اے لبِ فغاں
اچھا تو پھر سمجھ ہی نہ لیں آسماں سے ہم

اے کاش ہو یہ جذبۂ تعمیر مستقل
چونکے ہیں پھر خرابیٔ خوابِ گراں سے ہم

پھر دورِ تازہ ! ساقیِ خمخانۂ حیات
خمخانۂ حیات میں ہیں سرگراں سے ہم

اِس امتیازِ خاک نشینی کو دیکھنا
ممتاز ہیں بلندیٔ ہر آسماں سے ہم

ناگفتنی حدیثِ محبت نہیں مگر
جو دل کی بات ہو وہ کہیں کیا زباں سے ہم

ہے اور کتنی دور تری منزلِ قیام
رہ رہ کے پوچھتے ہیں یہ عمرِ رواں سے ہم

ہر ذرہ ہے حسین نگاہوں میں اے نہالؔ
اک عشق خاص رکھتے ہیں ہندوستاں سے ہم